غالب کی انفرادیت

نقش فریادی ہے کس کی شوخیٔ تحریر کا ۔ کائنات کی طرف سے خالق کائنات
کاغذی ہے پیرہن ہر پیکر تصویر کا ۔ ... بہت بڑا دکھایا ہے۔ مگر پوری کائنات کا ... جھانکتا نظر آتا ہے۔ اردو شاعری

اگرچہ غالب نے استعارے کا ... بار بار ... اس شعر سے نہ صرف ... کے حضور میں اس کا احتجاج استعاروں کے پردے میں ... پر مشتمل ہوتا تھا۔ اس ... کی روایت جس کے تحت دیوان کا پہلا شعر حمد ... شکوے سے اپنے دیوان کی ابتدا کرنے والا اپنے ... شاعر ہوتی ہے بلکہ پاش پاش ہو جاتی ہے۔ در اصل اس کا مخصوص ذہن جو اپنے عہد کی ادبی لغت کے ... انفرادی نظر آتا ہے۔ اس کی شخصیت کا ہی پرتو بعض دائروں سے لپٹا ہوا ہے مگر اکثر سے بغاوت کرتا ہے۔ اس نے اردو کے دوسرے شعراء کی طرح اپنی شاعری کو اپنی شخصیت سے الگ نہیں رکھا بلکہ اس کا ایک حصہ بنایا۔ یہ اردو کی بنیادی ریت میں قابل تقلید مثال رہی ہے۔ غالب کے علاوہ میر اور نظیر کی شاعری کو الگ رکھ دیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اردو شاعری شاعروں کی شخصیت ان کے اشعار میں کم کم ہی جلوہ گر ہوئی ہے۔ مثلاً ریاض خیرآبادی اپنے اشعار کے آئینے میں ایک رند شاہد باز نظر آتے ہیں۔ حالانکہ انہوں نے زندگی میں شراب کی ایک بوند بھی نہیں پی۔ امیر مینائی کی غزلوں میں ہر جگہ کوچۂ بتاں کا نظارہ ہے جب کہ وہ ایک زاہد باکمال تھے۔ ولی ہوں یا سودا، مومن یا ذوق ان سبھوں کی زندگی اور ان کے کلام میں فرق نظر آتا ہے۔ مگر غالب وہ شاعر ہے جس کی شاعری نے اس کی زندگی اور اس کے مزاج کی بھرپور عکاسی ہے۔ ... میں رہ کر بھی وہ منفرد نظر آتا ہے۔ اس کے لئے ہمیشہ یہ انداز دیگر سوچتا ہے۔ اس کے علاوہ اظہار خیال بھی کرتا ہے۔ وہی غالب جس نے ... کی عام روایات ... پسند نہیں کیا اور جب لوگوں نے سر کے بال منڈوائے تو اس نے داڑھی بھی صاف کر دی۔ زندگی کے ہر شعبے میں ایک انفرادی شان کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ انفرادی رنگ سخن کیا ہے؟

غالب کے تخلیقی شعور نے جب آنکھ کھولی تو بیدل کا طرزِ سخن مشہور و مقبول تھا۔ انہوں نے بیدل کے رنگ میں اشعار کہنا شروع کیا، مگر جلد ہی اپنی ناکامی کا اعتراف کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

طرزِ بیدل میں ریختہ کہنا
اسد اللہ خاں قیامت ہے

جب یہ احساس ہوا تو غالب نے نئے مضامین کی طرف توجہ کی اور زندگی کے وہ م

جو اب تک اردو غزل کو شعرا کی توجہ کے محتاج رہے تھے، غالب کا موضوعِ سخن ٹھہرے۔
اس موقع پر غالب کو ایک اور احساس ستانے لگا ؎

کلامِ میر سمجھے یا زبانِ میرزا سمجھے
مگر اپنا کہا یہ آپ سمجھے یا خدا سمجھے

غالب کی انفرادیت پسند طبیعت پرانی راہ پر واپس لوٹنے کو تیار نہ تھی۔ اسی لئے یہ کہہ کر گویا اپنے مخالفین کے اعتراضات کا جواب دے دیا ؎

نہ ستائش کی تمنا ہے نہ صلے کی پروا
نہ سہی گر مرے اشعار میں معنی نہ سہی

بات اور آگے بڑھی تو غالب نے خود کو عندلیب گلشن نا آفریدہ تصور کر لیا اور گرمیٔ نشاط کے تصور سے اپنے نغمہ سنجی پر مائل رکھا۔

ہوں گرمیٔ نشاط تصور نغمہ سنج
میں عندلیب گلشن نا آفریدہ ہوں II

حالانکہ یہ نکتہ خود قابل بحث ہے کہ غالب اپنے عہد میں مقبول تھے یا نہیں؟ اگر نہیں تو انہوں نے یہ کیوں کہا ؎

ہوا ہے شہ کا مصاحب پھرے ہے اتراتا
وگرنہ شہر میں غالب کی آبرو کیا ہے

بہرحال یہ بات قابل غور ہے کہ یہ عندلیب گلشن نا آفریدہ جو انیسویں صدی میں بیسویں صدی کے نغمے الاپتا تھا، آخر انفرادیت اور اس انفرادیت کے سبب عظمت کی کس منزل پر تھا؟

نظریاتی طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ غالب کی انفرادیت دو صورتوں میں نمایاں ہے اول یہ کہ غالب کے یہاں اردو غزل پہلی بار حدیث دلبری سے آگے بڑھ کر حکایت زندگی بنتی ہے۔ دوسرے یہ کہ اس کا زرخیز تخیل پرانے موضوعات کو بھی تشبیہات اور استعارات کا نیا پیکر عطا کرتا ہے۔ اب دونوں ہی صورتوں کا عملی نمونہ غالب کے یہاں ملاحظہ فرمائیں۔ جہاں تک نادر تشبیہات و استعارات اور ترکیبات کے استعمال کا سوال ہے تو غالب کا یہ مصرعے کافی مشہور ہے

؎ شمار سبحہ مرغوب بت مشکل پسند آیا

؎ حمیرا مہ نخشب کی طرح دست قضا نے

؎ غالب صریر خامہ نوائے سروش ہے

اس کے علاوہ غالب کی دقت پسندی بھی کافی مشہور ہے۔ کبھی فارسی ترکیبوں کے بطن میں کبھی پیچیدہ اندازِ بیاں کی آغوش میں پرورش پاتی رہی ہے۔

تیشے بغیر مر نہ سکا کوہ کن اسد
سرگشتۂ خمارِ رسوم و قیود تھا

واں کرم کو عذرِ بارش تھا عناں گیرِ خرام
گریے سے یاں پنبۂ بالش کفِ سیلاب تھا

اسی طرح کے اشعار کو دیکھ کر کسی ستم ظریف نے کہا تھا کہ غالب نے بیشتر اشعار ایسے کہے ہیں جن میں معمولی سی ترتیب کے بعد اگر اسی کی فارسی شاعری کی قبر پر آویزاں کر دیا جائے تو اسی کے اشعار معلوم ہوں گے۔ لیکن غالب کی عظمت کا راز اسی طرح کے اشعار میں پوشیدہ ہے اور وہ آج بھی تر و تازہ ہیں۔ ان میں معنی کی مختلف سطحیں ہیں اور یہی تہہ داری ان کی انفرادیت ہے۔ جس کے بارے میں خود غالب نے کہا تھا۔

گنجینۂ معنی کا طلسم اس کو سمجھیے
جو لفظ کہ غالب مرے اشعار میں آوے 111

یہ تو غالب کی انفرادیت کا ایک پہلو ہوا لیکن اس سے اہم بات یہ ہے کہ اس نے مختلف مسائل پر نئے انداز سے سوچا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سے نئے خیالات و انداز و تصورات ہیں جو غالب نے اردو شاعری کو عطا کئے ہیں۔ ایک "تصورِ عشق" کو لیجئے۔ غالب سے قبل اردو شاعروں کا ستم پیشہ محبوب کے متعلق جو رویہ رہا ہے وہ سراسر خود سپردگی پر مبنی ہے۔ تقریباً تمام شاعروں نے محبوب کی ستم کوشی، بے التفاتی، بے توجہی اور جور و ستم کا رونا رویا ہے۔ لیکن غالب عشق کے کوچے میں نالہ و شیون کا قائل نہیں۔ وہ اپنے محبوب سے برابری کی سطح پر بات کرنا چاہتا ہے اور یہ بانگِ دہل یہ اعلان کر دیتا ہے

وہ اپنی خو نہ چھوڑیں گے ہم اپنی وضع کیوں بدلیں
سبک سر بن کے کیوں پوچھیں کہ ہم سے سرگراں کیوں ہو

یہی نہیں وہ تو یہ بھی کہہ جاتے ہیں کہ

ہم سے کھل جاؤ بوقتِ مے پرستی ایک دن
ورنہ ہم چھیڑیں گے رکھ کر عذرِ مستی ایک دن

وفا کیسی کہاں کا عشق جب سر پھوڑنا ٹھہرا
تو پھر اے سنگ دل تیرا ہی سنگِ آستاں کیوں ہو

ظاہر ہے کہ یہ انداز بیان اردو شاعری میں بالکل نیا ہے۔ لیکن کوئی فیصلہ قائم کرنے سے پہلے یہ بھی دیکھنا ضروری ہے کہ غالب کا انفرادی رویہ کیا عشق مجازی تک ہی محدود ہے؟ ظاہر ہے کہ وہ خدا کے معاملے میں بھی اپنی فطرت انفرادیت کے اظہار سے باز نہیں آتے۔ چنانچہ غالب کہتے ہیں ؎

بندگی میں بھی وہ آزادہ و خود بیں ہیں کہ ہم
الٹے پھر آئے در کعبہ اگر وا نہ ہوا

بظاہر ان خیالات میں تضاد نظر آتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ غالب ہر حال میں اپنی انفرادیت برقرار رکھتے ہیں۔ ایک جگہ یوں کہتے ہیں ؎

تیشے بغیر مر نہ سکا کوہکن اسد
سرگشتۂ خمار رسوم و قیود تھا

غالب کا خیال ہے فرہاد کی موت کو وہ عاشقانہ موت تصور نہیں کرتا۔ کیوں کہ فرہاد نے جان دینے کا وہی طریقہ اختیار کیا جو دوسرے لوگ کرتے ہیں۔ گویا فرہاد ذہنی غلامی میں مبتلا ہے۔ اور غالب کو اس غلامی سے بیر ہے۔ اس لئے وہ فرہاد پر صرف اس لئے اعتراض کرتے ہیں کہ وہ مزدور پیشہ تھا۔ اس لئے وہ فرہاد کے مرنے پر نہیں بلکہ سرگشتۂ رسوم و قیود ہو کر مرنے پر معترض ہوتا ہے۔ دوسری طرف دنیا والوں کے اعتراض پر فوراً اس کی طرفداری میں کھڑے ہوتے ہیں کہ وہ جاگیردارانہ ماحول کے سانچے میں چلنے والی غلامی کو ناپسند کرتے ہیں۔ ان نکات کے علاوہ یہ بات بھی قابل قبول نہیں کہ غالب نے اپنے علم کے بعض ایسے مسائل کو جو آج تک زندہ ہیں اپنے اشعار میں جگہ دی ہے۔ ؎

بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا
آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا

؎

رنج کا خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہو گئیں

ان اشعار میں جو تازگی ہے وہ اردو شاعری میں غالب سے قبل ناپید تھی۔ شاید یہی وجہ ہے کہ غالب کی آواز کو شاعری کی منزل تک پہنچنے میں سو سوا سال لگ گئے۔ لیکن اب اہل نظر کہتے ہیں کہ غالب کو اس سے پہلے کسی نے سمجھا ہی نہیں۔ جیسا کہ ایک ناقد نے کہا ہے

"اپنے وقت میں غالب کی وہ قدر نہ ہوئی جس کے وہ مستحق تھے۔
اور مرنے کے بعد ایسی قدر ہوئی کہ جس کے وہ مستحق نہ تھے۔"

حقیقت یہ ہے کہ ہر دور تخلیق جس میں روحانیت اور الہامیت سے کام لیا جاتا ہے وقت کے ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ کلام غالب کا بھی یہی حال ہے۔ لیکن اسے الہامی کتاب بتانا یا پھر جزو کا ناقص کتابچہ کہہ کر مسترد کر دینا دونوں ہی غلط ہے۔ بس یہ قریب ہے کہ غالب نے اس عشقیہ ذہن کو جو ہر دور اپنی انداز سے زلف، لب و رخسار اور گل و بلبل کے تذکروں تک محدود تھا اور اردو شاعری کو بھی نئے زمانے کے نئے تقاضوں سے ہم آہنگ دیکھنا چاہتا تھا۔ یہ غالب بزرگوں کے ہر عمل کو آنکھ بند کر قبول نہیں کرنا چاہتا تھا۔ بلکہ ایک طرح سے محتسب تھا۔ غالب کے یہاں یہ کیفیت اس قدر زیادہ ہو گئی ہے کہ وہ خدا کے سامنے بھی حرف شکایت زبان پر لے آتے ہیں اور بے تکلف گذر جاتے ہیں۔

کیا وہ نمرود کی خدائی تھی
بندگی میں مرا بھلا نہ ہوا؟

پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق
آدمی کوئی ہمارا دمِ تحریر بھی تھا؟

زندگی اپنی جب اس شکل سے گزری غالب
ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے!!

اس تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ غالب کا ذہن اپنے دور کے بیشتر تہذیبی اقدار سے مطمئن نہیں ہے اس لئے وہ نئے خیالات اور رجحانات کو قبول کرتا ہے اور پرانے موضوعات پر نئے سرے سے غور و فکر بھی کرتا ہے۔ وہ غلط نہیں کہتا کہ میں اس دنیا میں ایک اجنبی ہوں اور میں کچھ کہنا چاہتا ہوں مگر کسی ایسے شخص سے جو میری بات سمجھ سکے۔ یہ ان کا انفرادی انداز بیان ہی ہے جو ایک ایسے دور میں جب چھوٹے چھوٹے ملاؤں کی پرچھائیں تھی یہ کہنے پر آمادہ کرتا ہے۔

لازم نہیں کہ خضر کی ہم پیروی کریں
مانا کہ اک بزرگ ہمیں ہم سفر ملے!!

Study material for:
B.A. II (H)
Paper: IV

Dr. FERZANA ASLAM
PROFESSOR & HEAD
DEPT of URDU
Sri Arvind Mahila College
Kazipur - PATNA 800004
Mob: 9304690111
E.ID ferzanaaslam8@gmail.com